پاکستان کی موجودہ المناک صورتحال: اسباب اور حل

۲ جولائی ۲۰۰۹ء کو ایک معروف ٹی وی چینل کے ایک پروگرام میں ملک کے ایک معروف صحافی نے ایک ایسے نوجوان خودکش حملہ آور کا انٹرویو ٹیلی کاسٹ کیا جسے پولیس نے حال ہی میں گرفتار کیا تھا۔ اس نوجوان کا تعلق لاہور سے ہے اور اس کے بقول اس نے 'میران شاہ' میں تربیت حاصل کی ہے۔ اس نوجوان کا کہنا یہ تھا کہ اس کے ٹریننگ کیمپ میں تقریباً تمام نوجوان پنجابی تھے اور صوبہ سرحد کے بعد ان کی کارروائیاں اب پنجاب اور سندھ خصوصاً کراچی میں بھی شروع ہونے والی ہیں اور عنقریب پاکستان پر ''طالبان'' کی حکومت ہوگی۔ اس نوجوان نے اپنے خیالات میں اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اس کے فدائی حملے میں اگر دو افراد ٹارگٹ ہوں اور دو کی بجائے سو افراد بھی ہلاک ہو جاتے ہیں تو اسے اس کی بالکل بھی پرواہ نہیں ہے' یا اس کے اپنے گھر والے اور معصوم بچے بھی اس فدائی حملے کا نشانہ بن جاتے ہیں تو اسے افسوس نہیں ہوگا۔ اس نوجوان نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ رہا ہو گیا تو پھر بھی یہی کام کرے گا' اور یہ کہ وہ پاکستان کے کسی عالم دین کو عالم نہیں مانتا۔ اس نوجوان کا کہنا یہ بھی تھا کہ پاکستان میں کوئی بھی بے گناہ نہیں ہے' اور جو بے گناہ ہیں وہ یا تو وزیرستان میں ہیں یا پھر کسی جہادی میدان میں ہیں۔ بعض لوگوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ یہ ویڈیو جعلی ہے۔ لیکن اگر اسے جعلی مان بھی لیا جائے تب بھی ہمارے معاشرے میں دائیں بائیں ایسے سینکڑوں نوجوان موجود ہیں جو اسی قسم کے نظریات رکھتے ہیں اور ان کو مذہبی جذبے کے ساتھ عام کر رہے ہیں اور اگر ان سے کسی موقع پر مکالمہ ہو تو انہی خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

اس نوجوان کے ''متشددانہ'' نظریات' مسلمانوں کی تکفیر' عوامی اجتماعات میں خودکش حملوں' فدائی کارروائیوں کے ذریعے لوگوں کے قتل عام یا مسلح خروج کے ذریعے مسلمانوں کی باہمی قتل و غارت جیسے اقدامات سے اتفاق یا اختلاف اور اس کے جواز یا عدم جواز سے قطع نظر' یہ بات انتہائی اہم ہے کہ ان افکار و اعمال کے اسباب اور حل کا ایک سنجیدہ جائزہ لیا جائے۔ اس ویڈیو میں اس نوجوان نے اپنے افکار کے جس بنیادی سبب کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اس کا حل بھی بتایا ہے وہ کافی معقول نظر آتے ہیں۔ اس نوجوان کا کہنا یہ تھا کہ لال مسجد کے ظالمانہ واقعے کے بعد اس کا رجحان جہادی تحریکوں کی طرف ہوا اور وہ وزیرستان ٹریننگ کے لیے چلا گیا۔ اس نوجوان کا کہنا یہ بھی تھا کہ وہ میٹرک پاس ہے اور وہ دینی مدرسے کا طالب علم کبھی بھی نہیں رہا۔ اس نوجوان نے یہ بھی کہا کہ وزیرستان میں اس کے ساتھ ٹریننگ حاصل کرنے

والوں میں تقریباً تمام ہی دنیادار لوگ تھے' نہ کہ کسی دینی مدرسے کے فارغ التحصیل۔ اسی ویڈیو میں پنجاب کے وزیر قانون نے اس نوجوان کے انٹرویو پر تبصرہ کے دوران کہا کہ حال ہی میں ایک اور خودکش حملہ آور شہباز نامی نوجوان پکڑا گیا ہے اور وہ لال مسجد کے واقعے کے وقت زیرو پوائنٹ میں ایک کپڑے کی دکان پر ملازم تھا۔ یعنی وہ نوجوان بھی لال مسجد کے ظلم وستم کے ردعمل کا ایک نتیجہ تھا۔ اسی طرح بعض دوسرے معروف کالم نگار بھی گاہے بگاہے اپنے کالموں میں ایسے نوجوانوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں کہ جن کے بہن' بھائی یا والدین سوات' باجوڑ یا وزیرستان میں اندھا دھند بمباری کی وجہ سے شہید ہوگئے اور اس کے ردعمل میں ایک انتقامی جذبے نے ان کو جہادی تحریکوں تک پہنچا دیا۔ اس نوجوان نے اس ویڈیو میں یہ پیغام بھی دیا کہ اب بھی حکومت خودکش حملوں کے مسئلے کو کنٹرول کر سکتی ہے اگر وہ شریعت نافذ کر دے۔

پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا' صحافی برادران' دانشور طبقہ' اسکالرز اور علماء کا تقریباً اس بات پر اتفاق ہے کہ موجودہ خودکش حملے اور حکومتی اور فوجی اہلکاروں کے خلاف مسلح جدوجہد ریاستی ظلم وستم کا نتیجہ ہے۔ یہ ظلم وستم لال مسجد یا باجوڑ مدرسے پر حملے کی صورت میں ہو یا سوات وزیرستان میں فوجی کارروائی کی شکل میں' امریکہ کے افغانستان پر حملے میں لاجسٹک سپورٹ کی صورت میں ہو یا امریکن ڈرون حملوں پر خاموشی کی شکل میں' ہر دو صورتوں میں اس سے حکومت پاکستان کے خلاف جہادی کارروائیوں میں اضافہ ہی ہوا ہے اور اب یہ عمل رکتا نظر نہیں آرہا۔ اب تک تو مجاہدین پرنٹ میڈیا کا سہارا لیتے تھے لیکن اب انہوں نے عام شہریوں پر ہونے والے ظلم وستم' جہادی ترانوں اور جہادی کارروائیوں پر مبنی ہزاروں گیگا بائٹ کا ڈیٹا ویڈیوز کی صورت میں عام کرنا شروع کر دیا ہے' اور جو نوجوان بھی ان ویڈیوز سے ایک دفعہ گزر جاتا ہے اس کے لیے اس ظلم کے جواب میں صبر کا موقف اختیار کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے اگر کچھ لوگ ظلم وستم کے نتیجے میں صبر کی تلقین کر بھی رہے ہیں تو یہ وعظ ونصیحت بھی کوئی نتیجہ خیز ہوتی نظر نہیں آرہی ہے۔ آئے روز ایسے نوجوانوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہو رہا ہے جو پاکستان کو انتظامی طور پر کمزور کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار ہیں' چاہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ ہمیں اس حقیقت کو مان لینا چاہیے کہ جب تک ریاستی ظلم وستم باقی ہے یا جب تک شریعت نافذ نہیں ہو جاتی' خروج کی ممانعت کی کسی شرعی دلیل یا صبر کی تلقین سے ان نوجوانوں کو پرامن رکھنا ممکن نہیں۔

معلوم نہیں اصحاب اقتدار کو یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی کہ وہ ظلم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ظلم کا خاتمہ مزید ظلم وجبر سے نہیں کر سکتے۔ اصحابِ اقتدار ایک طرف تو علماء ومشائخ کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ وہ پاکستانی حکومت کے خلاف کارروائیاں کرنے والے نوجوانوں کو سمجھائیں اور دوسری طرف عوام الناس کے خلاف فوج کشی برابر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اگر اصحابِ اقتدار واقعۃً پاکستان کے موجودہ مسائل کا حل چاہتے ہیں تو اس کا پائیدار حل اس کے سوا کچھ نہیں کہ:

(باقی صفحہ 85 پر)